رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴

اللہ اکبر اللہ اکبر

بفیضانِ ... حضرت امیر ملت عظیم البرکت ... حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری ... قدس سرہٗ

زیر سرپرستی

عالیجناب فیض مآب مولینا الحاج عمدۃ الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ سجادہ نشین علی پوری

انوار الصوفیہ

537-۱۱

مسجد نور علی پور شریف

جلد ۴۴ ماہ جنوری ۱۹۵۲ء شمارہ نمبر ۲

مدیر مسئول
حاجی مولوی محمد امام الدین
رائے پوری۔

مدیر اعزازی
جناب صاحبزادہ حاجی حافظ انور حسین شاہ
علی پوری

مولوی امام الدین رائے پوری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے رسالہ انوار الصوفیہ تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر مسجد رسالکوٹ سے شائع کیا۔

قواعد و ضوابط

(۱) علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ (۲) بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ (۳) کتاب و سنت اور فقہ کی روشنی میں مسائل بیان کرنا۔ (۴) عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	نام صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	نعت شریف	از جناب جامی علیہ رحمۃ اللہ	۱
۲	ارشادات نورانی سرکار دو عالم	از جناب محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹ	۲
۳	زریں اقوال حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ	" " "	۲
۴	رباعیات	از جناب ڈاکٹر الٰہ دتا صاحب کنجاہی	۳
۵	البشریٰ بہمنا	حاجی شیخ غلام نقشبند صاحب	۴
۶	تقدیس میلاد شریف	ایڈیٹر	۷
۷	ضرورت شیخ	جناب مولانا الحاج ڈاکٹر الٰہ دتا صاحب کنجاہی	۱۲
۸	قبلہ عالم علی پوری رحمۃ اللہ کا قصور میں چہلم	جناب غلام رسول صاحب گوہر۔ قصور۔	۱۷
۹	فضیلت علم دین	" " " " "	۲۰
۱۰	نعت شریف	از خواجہ غریب نواز سلطان اجمیری رح	۲۱
۱۱	روئیداد چہلم شریف سرکار علی پوری میسور		۲۲
۱۲	پیرِ طریقت و مرید	از جناب محمد کرم الٰہی سیکرٹری انجمن غلام الصوفیہ سیالکوٹ	۲۳
۱۳	بنام یاران طریقت	جناب حافظ سلطان احمد صاحب	۲۷
۱۴	اخبار	ایڈیٹر۔	۲۸

مولوی امام الدین رائے پوری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے رسالہ انوار الصوفیہ تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہوار

انوار الصوفیہ

سیالکوٹ

جلد نمبر ماہ جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ مطابق جنوری ۱۹۵۲ء نمبر

کلام جامی

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین
واللہ ز جان ہم پاک تر روحی فداک اے نازنین

پاکاں ندیدہ روئے تو دادند جاں سوئے تو
از یک نگہ در کوئے تو صد جان پاک اے نازنین

رفتی بہ گلگشت چمن گل دید لطف آں بدن
کز شوق تو بر خویشتن زد جامہ چاک اے نازنین

دارم بدل بیماریئے بیمار غم را یاریئے
گر تو کنی غم خواریئے از غم چہ باک اے نازنین

دام امید بس قوی خواہم فغانم بشنوی
ترسم کہ بہر من شوی اندیشناک اے نازنین

گر خود چو لالہ پیکرم غرق بخوں کے غم خورم
از بسکہ بر دل میبرم داغت بخاک اے نازنین

جامی کہ دارد یاد تو ہرگز نتابد از تو رو
گر خود نہی بر فرق او تیغ ہلاک اے نازنین

نورانی ارشادات سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص خدا کی قسم کھا کر کچھ کہے۔ پھر اس میں (یعنی اس اقرار میں) مچھر کے پر کے برابر اپنی طرف سے کوئی چیز ملا دے۔ تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ایسا پڑ جاتا ہے۔ جو قیامت تک رہے گا۔

(۲) ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ اول وہ شخص جو صف قتال میں اپنا سینہ سپر کر کے کھڑا ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو جاوے۔ یا فتحمند ہو جاوے۔

(۲) وہ شخص جو کسی ظالم کا پڑوسی ہو۔ اور اس کے پڑوس میں رہ کر اس کی ایذا پر صبر کرتا ہے۔ تا دم مرگ یا بوجہ سفر کے اس سے جدا ہو جاوے۔

(۳) وہ شخص جو سفر میں کسی قافلہ کا ہمراہ ہو۔ اور چلتے چلتے ایسا تھک جائے۔ کہ زمین پر لیٹنے کو ترس رہا ہو۔ مگر وہ اس وقت ایک طرف ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دے۔ کہ کوچ کا وقت ہو جائے۔ اور قافلہ کو جگا دے۔

(۳) ارشاد فرمایا۔ ہلاک ہو وہ شخص جو جب بات کے جھوٹ بولے تاکہ لوگ اس کی ہلاکی اور تباہی پر ہنسیں۔ اور عبرت پکڑیں۔

(۴) فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے عداوت رکھتا ہے۔ ایک سوداگر یا فروخت کنندہ۔ کہ بہت قسم کھاوے۔ دوئم۔ فقیر متکبر۔ سوئم۔ بخیل جو دیکر احسان جتاوے۔

(۵) ارشاد فرمایا۔ کہ تین آدمی ایسے ہوں گے۔ یعنی جنسے خدا تعالیٰ کلام کرے گا۔ نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا۔ اور نہ ان پاک کرے گا۔ اول۔ جو بوڑھا زناکار۔ دوئم جھوٹا بادشاہ سوئم۔ فقیر متکبر

زرین اقوالات حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ایک درویش ۳۰ سال سے آپ کے پاس رہتا تھا۔ آپ ہر روز اس کا نام دریافت کرتے۔ ایک دن ان سے کہا۔ جناب تیس ۳۰ برس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں آپ ہر روز میرا نام پوچھتے ہیں۔ اور پھر بھول جاتے ہیں۔ فرمایا میں ہنسی نہیں کرتا جب سے اس کا نام دل میں آگیا سب کچھ بھول جاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص نے نجات کے حصول کے لئے دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ دو باتیں یاد کر لو تو کافی ہیں۔ اول کہ خدا تعالیٰ تیرے حال سے آگاہ ہے۔ جو تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے۔ دوئم وہ تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔

(۳) فرمایا۔ سچا عامل اور سچا عابد وہ ہے۔ کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ دے اور اس کی تمام شہوات اور تمنا محبت حق میں فنا ہو جائیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہو وہی اس کا بھی دوست ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کی آرزو ہو وہی اس کی آرزو ہے۔

(۴) فرمایا معرفت الٰہی کی یہی نشانی ہے۔ کہ خلق سے بھاگے ادنیٰ بات جو عارف کو ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ملک اور مال سے پرہیز کرے۔

(۵) فرمایا۔ فرمایا نیکوں کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے۔ اور بدوں کی صحبت کار بد سے بدتر ہے۔

(۶) فرمایا جس نے اپنی خواہشات ترک کیں وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچ گیا

(۷) فرمایا تو اپنے آپ کو ایسا ظاہر کر جیسا تو ہے۔

(۸) فرمایا ذکر کی کثرت عدد سے نہیں ہے۔ بلکہ حضور اور بے غفلت کا نام ہے۔

(۹) فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے۔ کہ دنیا اور آخرت کو دوست نہ رکھے

(۱۰) ایک شخص نے جناب سے پوستین کا ایک ٹکڑا برائے طلب مانگا۔ تو فرمایا کہ میرا پوست بھی ہے۔ تو کیا ہوتا ہے۔ جب تک کہ میرے عمل نہ کرے

ارشادات نورانی

(۶) ارشاد فرمایا۔ کہ تم کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ بتاتا ہوں۔

شرک خدا و نافرمانی والدین

(۷) فرمایا۔ کہ جھوٹا قول بھی بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

(۸) فرمایا۔ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ تو ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ فرشتہ اس سے ایک کوس دور ہو جاتا ہے۔

(۹) فرمایا۔ کہ اگر میری چھ باتیں مان لو۔ تو میں تمہارے لئے جنت کا کفیل ہوتا ہوں۔ (۱) جھوٹ نہ بولو۔ ۲۔ وعدہ کو پورا کرو۔ ۳۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ ۴۔ یہ کہ بدنگاہ نہ کرو۔ ۵۔ یہ کہ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو۔ ۶۔ شرم گاہ کی حفاظت رکھو

(۱۰) فرمایا۔ شیطان کے لئے چٹنی۔ سرمہ۔ اور خوشبو مقرر ہے۔ اس کی چٹنی جھوٹ۔ کثرت خواب سرمہ۔ اور غضب خوشبو ہے۔

محمد کرم الہی کمترین غلام غلامان سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

رباعیات

پیرِ بسطام سے پوچھا گیا — راہِ حق میں معیار ہے کیا کیا
بولے طالب کا قلب ہو خاشع — گوشِ شنوا ہو دیدۂ بینا
چشم و گوش اور قلب نعمت ہیں — بہرِ عرفان حق کی رحمت ہیں
لہٰذا چھوڑ دیں اگر طالب — پھر تو یہ بدترین لعنت ہیں
دیکھنے کو ہیں گو کھلی آنکھیں — حق کو دیکھیں تو ہیں کھلی آنکھیں
گر ہوں باطل پہ یہ لگی طالب — کچھ نہ دیکھیں ہوں گو کھلی آنکھیں
کان سننے کو ہیں ملے ہم کو — تا سنیں یار کے تکلم کو
حق سے گر یہ نفور ہوں طالب — بند ہوں! جائیں پھر جہنم کو
قلب عرفان کا خزانہ ہے — ذکر سے اس کا دوستانہ ہے
ذکر حق چھوڑ دے اگر طالب — پھر یہی قلب دیو خانہ ہے

راقم فقیر محمد الیمہ ذنا عفا اللہ عنہ از کنجاہ

ارشادات نورانی (بقیہ)

۱۱۔ فرمایا۔ اگر کسی روز بلا نہیں آتی تو کہتا ہوں۔ کہ روٹی بھیجی مگر سالن نہ بھیجا۔

۱۲۔ ایک شخص نے حضور سے ان کے مجاہدے کی نسبت دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس سے کچھ کام لینا چاہا۔ اس نے نہ مانا۔ تو سال بھر پانی نہ دیا۔ اور کہا۔ یا عبادت کر یا پیاسا رہ۔

۱۳۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہے۔ جو خلق کا بار بوجھ کھینچے۔ اور خوئے خوش رکھے۔

۱۴۔ خداوند تعالیٰ کی شناخت کس طرح کرنی چاہیئے۔ تو فرمایا کہ اندھا، بہرا، اور لنگڑا بن۔

(۱۵) کسی کے دریافت پر کہ آپ بھوک کی کیوں اس قدر تعریف کرتے ہو تو فرمایا۔ اگر فرعون بھوکا ہوتا۔ تو انا ربکم الاعلیٰ۔

(۱۶) فرمایا جو شخص تمام عالم میں اپنے سے زیادہ خبیث چیز دیکھے وہ متکبر ہے۔

(۱۷) فرمایا۔ مردوں کا کام یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔

(۱۸) فرمایا۔ آرائش ترک کرنا۔ اور محنت اختیار کرنا تصوف ہے۔

محمد کرم الہی کمترین غلام غلامان سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

فرمان

ہر غلام اور حلقہ بگوش عقیدت مند سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا فرض اولین ہے۔ کہ سرکار والا کے حکم یعنی انوار الصوفیہ کے خریداری اور اشاعت میں سعی بلیغ کرے۔ خود مطالعہ کرے۔ اوروں کو سنائے۔ اور سعادت دارین حاصل کرے۔

البشر یهدوننا

ازعالیجناب مولٰنا مولوی شیخ غلام محمد نقشبند صاحب سابق اسسٹنٹ سیکرٹری جموں حال وارد سیالکوٹ

کافروں سے صرف ہمارے آقا رسول کریم تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی یہ بات نہیں کہی۔ کہ کیا بشر ہم کو راہ بتائیں گے بلکہ لوگ ہمیشہ ہی نبیوں سے یہ کہتے رہے۔ حضرت نوح، حضرت موسٰی، حضرت عیسٰی، حضرت صالح، حضرت شعیب علیہم السلام اور دیگر پیغمبروں سے بھی لوگوں نے یہی کہا۔ کہ تم ہمارے جیسے بشر۔ ہمیں کیا راہ دکھاؤ گے۔ لیکن استاد ان کے بچوں کو علم و فن سکھاتے تھے۔ ان سے یہ نہیں کہتے تھے کہ تم بشر ہو کر ہمارے بچوں کو کیا سکھاؤ گے۔ خود بھی لوگ اپنے بچوں کو عقل و تمیز سکھاتے تھے۔ مگر ان کو کبھی خیال نہیں آتا تھا۔ کہ ہم بھی بشر ہیں بچے بھی بشر پھر ہم انہیں کیا سکھائیں۔ بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت اس وقت بھی یہی تھی جو آج ہے۔ آج اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ میں نے ایک نیا ستارہ دیکھا ہے۔ لوگ یہ نہ کہیں گے۔ کہ تم بشر ہو۔ تم ستارہ کیا دیکھو گے اس لئے کہ ہر بشر ستارے دیکھتا ہے۔ ہاں یہ جانچنے کے لئے کہ کہنے والا سچ کہہ رہا ہے۔ کہ جھوٹ دوسرے شخصوں سے بھی پوچھا جاوے گا۔ اگر دو چار شخصوں نے اس نئے ستارے کی گواہی دے دی۔ تو پھر راوی اول کے قول پر اعتماد کرنے میں کسی کو پس و پیش نہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فرشتہ دیکھا۔ تو سننے والا فوراً کہہ دے گا۔ کہیں دیکھا نہ ہو۔ نئے سرے سے اس کی بات پر اعتماد ہی کیا جاوے گا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ پشت ہا پشت سے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسانوں کو فرشتے نظر نہیں آتے۔ اس لئے ہم سرے سے فرشتہ دیکھنے کو انہونی بات سمجھتے ہیں۔ اور بغیر مزید کد و کاوش کے بغیر گواہی طلب کرنے کے اس کو رد کر دیتے ہیں۔ یہی ذہنیت اگلے زمانہ کے لوگوں کی تھی۔ ان کو تجربہ نے بتایا تھا۔ کہ بشر کا جسد عنصری ہے۔ اس کے حواس عنصری ہیں۔ اس کی محسوسات بھی عالم عنصر تک محدود ہیں۔ اس لئے عالم مجردات کا علم بشر کے لئے وہ محال سمجھتے تھے۔ اور چونکہ نبوت کا لازمہ عالم مجردات کے اخبار میں اس لئے وہ ہر نبی کو یہ کہتے ہیں۔ کہ تم ہمارے ایسے بشر ہو۔ تم کو عالم مجردات کی۔ فرشتوں کی۔ دوزخ جنت کی۔ مردوں کی اور خدا کی کیا خبر۔ تم ضرور جھوٹ کہہ رہے ہو۔

آج عوام کا بھی یہی حال ہے۔ ایک ستارہ جو اس قدر دور ہے۔ کہ اس کی روشنی کئی صدیوں میں ہم تک پہنچتی ہے۔ اس کو دیکھ لینا تو ممکن سمجھا جاتا ہے۔ مگر فرشتہ کو اپنے پاس دیکھ لینا ناممکن خیال کرتے ہیں۔ اور عالموں کی تو کچھ پوچھیئے نہیں۔ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر خدا کے اور بعث بعد الموت کے فرشتوں کے منکر ہیں۔ مگر وہ اپنے آپ کو دہریا یا منکر نہیں کہتے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم AGNOSTIC یعنی بے خبر ہیں۔ مجردات کا علم ہمارے حواس سے خارج ہے۔ اس لئے ہمیں معلوم نہیں۔ کہ خدا ہے کہ نہیں۔ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ موت کے بعد فنا ہے کہ حیات ہے۔ ایسے فلاسفروں کے سامنے اگر کوئی عالم معاد کی باتیں کرے۔ تو وہ بے ساختہ کہہ دیں گے۔ کہ جیسے ہم بشر ایسے تم بشر تم کو یہ علم حاصل کیونکر ہوا۔ تم کو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ تمہارے حواس بھی وہی ہیں۔ جو ہمارے تمہارے کا احاطہ لابد وہی ہے جو ہمارے

حواس کا، پھر ہم تمہاری بات کیوں مانیں۔ ٹھیک یہی حالت کفار کی تھی، سے کہتے تھے۔ ابشر یھدوننا فکفروا
اسی اعتقاد کی بنا پر کافر یہ کہا کرتے تھے۔ کہ یہ کیسا نبی ہے۔ کہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اور کھاتا پیتا ہے۔ یعنی جس قدر خصائص بشری ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں۔ پھر اس کا علم حدود بشریت سے کیونکر تجاوز ہو سکتا ہے۔ یہ ضرور جھوٹا ہے۔

خدا سے بہتر اپنی مخلوق کی بات کو کون سمجھ سکتا ہے۔ اور خدا سے بہتر کون جواب دے سکتا تھا۔ خدا نے فرما یا دیا۔ کہ حبیب صلعم ان لوگوں سے کہہ دو۔ کہ ہم تم جیسے بشر ہیں۔ مگر ہم پر وحی ہوتی ہے۔ یعنی میں بشر ہوں۔ میرے حواس سے مجھے مادیات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ مگر میرے پاس ایک اور ذریعہ علم بھی ہے۔ جو تمہارے پاس نہیں۔ اور وہ وحی ہے۔ وحی کی حقیقت بیان نہیں فرمائی گئی۔ اور نہ بیان کرنے کی ضرورت تھی۔ ان لوگوں کو صرف اتنا بتا دینا کافی تھا۔ کہ تمہارا اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ میرے پاس ایک اور ذریعہ علم ہے۔ جو تم میں کسی کے پاس نہیں۔ اس لئے مجھے عالم مجردات عالم ارواح اور حیات بعد الممات کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ جو تمہیں حاصل نہیں ہو سکتا۔ انسان جب اس اصول کو مان چکا تھا۔ کہ بشر عنصری کو صرف علم مادیات کا حاصل ہو سکتا ہے۔ تو لابد وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ مجردات کا علم بھی ارواح مجردہ کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ یہ کہا کرتے۔ کہ اگر نبی بنانا تھا۔ تو فرشتہ بنایا جاتا کیونکہ اسے یہ سب علم براہ راست حاصل ہو سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب بھی خدا نے کیا خوب دیا ہے۔ کہ اعتراض تمہارا معقول سہی۔ مگر اتنا تو سوچو۔ کہ اگر ہم فرشتے کو نبی بنائیں۔ تو خود فرشتے کی ہستی تمہارے علم سے خارج رہے گی۔ تو تم اس سے کیا سیکھو گے۔ خواہ مخواہ اس فرشتہ کو انسان بنا کر بھیجنا پڑے گا۔ اور جب وہ انسان بن گیا۔ تو پھر تم وہی اعتراض کرو گے۔ کہ یہ بشر ہے۔ نبی کیونکر ہو گیا۔ اور اسے مجردات کا علم کیونکہ حاصل ہوا۔

الغرض لوگوں کا یہ عقیدہ تھا۔ اور اب بھی ہے۔ کہ بشر کو مجردات کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نبی انہونی باتیں کہتے ہیں۔ نبی کے اقوال کی تائید شہادت سے تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ سوائے نبی کے اور کسی کو وہ علم حاصل نہیں ہوتا۔ اور نبیوں کی بات لوگ باور نہیں کرتے اس لئے اس عقدہ کا حل لوگوں نے یہ سوچا تھا۔ کہ نبی پر فرمائش کرتے۔ کہ اگر ناممکن تمہارے لئے ممکن ہے۔ تو ہماری فرمائش پر کسی ناممکن کو ممکن کر کے دکھاؤ۔ تو ہم مان جائیں۔ کہ جو علم اور سب کے لئے ناممکن ہے۔ وہ تمہارے لئے ممکن ہے۔ اور اس فرمائش کا نام ہی معجزہ طلبی لوگوں کی فرمائش پر نبیوں نے معجزے دکھائے بھی۔ مگر خدا نے معجزہ طلبوں کی حوصلہ افزائی کبھی نہیں کی۔ بلکہ معجزہ طلب کرنے پر ہمیشہ دھتکار بتائی۔ اور یہ کہا گیا کہ تمہارے بزرگ معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ اس لئے تمہیں معجزہ دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ خدا سے بہتر انسان کی فطرت کو کون سمجھ سکتا ہے۔ الا یعلم من خلق۔ انسان کی عادت ہے۔ کہ جب وہ کوئی واقعہ دیکھتا ہے۔ تو اپنے تجربہ کی بنا پر اسکی توجیہ کرتا ہے۔ اور چونکہ اس کا تجربہ اور مشاہدہ مادیات تک محدود ہے۔ اس لئے وہ ہر واقعہ کے لئے مادی اسباب تلاش لیتا ہے۔ اور اس طرح وہ حقیقت سے دور جا پڑتا ہے۔ ہر معجزہ کو جادو اور شعبدہ کہہ کر اس کے اثر سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح معجزہ کی غرض فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے حکیم مطلق معجزہ طلبوں کی پیٹھ نہیں ٹھونکتے۔ گو نبیوں کا بول بالا کرنے کے لئے معجزے دکھا بھی دیئے ہیں۔

الغرض انسان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ انسان چونکہ عنصری ہے۔ اس لئے اس کے محسوسات مادی ہیں۔ اور مجردات کا علم اُسے حاصل نہیں ہو سکتا۔
اور نبوت کا لازمہ ہے۔ مجردات اور عالم ارواح کے حالات بیان کرنا۔ اس لئے نبیوں پر لوگ ہمیشہ یہ فقرہ کستے رہے۔ کہ ہم بھی انسان تم
بھی انسان جو باتیں ہمارے علم سے خارج ہیں۔ ان کا علم تمہیں کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم ضرور گپ ہانکتے ہو۔

دنیا میں بے فکرے کثرت سے ہیں۔ یہ لوگ کبھی کسی معاملہ پر غور و خوض نہیں کرتے۔ جس طرح زندگی گذرتی ہے۔ گذار دیتے ہیں۔ ان کو اپنے
انجام کا کبھی خیال نہیں کرتا۔ بلکہ اگر کوئی توجہ بھی دلائے۔ تو عاقبت کی خبر خدا جانے کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہدایت کیا ہوگی۔ یہ
لوگ نہ خود سوچتے ہیں۔ نہ کسی کی سنتے ہیں۔ پھر انہیں راہ سوجھے تو کیونکہ ختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم۔ مگر ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں۔
جنہیں آخر بین کہتے ہیں۔ یہ فطرتاً پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ ان کی مزاج میں تقویٰ مضمر ہوتا ہے۔ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور یہی حقیقتاً
متقی ہیں۔ انہیں ہر معاملہ میں نتیجہ کی فکر ہوتی ہے۔ یہی لوگ ہیں جو ہر معاملہ میں غور و خوض کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو فکر دامن گیر
رہتا ہے۔ کہ مر کر ہمارا کیا ہوگا۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پاتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ انسان جیسی طبیعت لیکر پیدا ہوتا ہے۔
اس کی زندگی اسی ڈھنگ پر بسر ہوتی ہے۔ جو پیدائشی سوچنے والے ہوتے ہیں۔ وہ عمر بھر سوچ سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ اور جو
پیدائشی بے فکرے ہوتے ہیں۔ ان میں سوچنے کی عادت پیدا کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اس لئے تو کہتے ہیں۔ کہ شقی ماں کے پیٹ میں شقی
ہوتا ہے۔ اور سعید ماں کے پیٹ میں سعید۔ مگر کسی شخص کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ ازلی ہے۔ کہ شقی دشوار ہے کیونکہ تربیت
اور صحبت جبلت پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ آخر بین لوگوں کا تفکر ایسے غلط راستہ پر پڑ گیا ہے۔ کہ وہ عمر بھر سوچتے
تو رہے۔ مگر غلط سوچتے رہے۔ اور بے فکرے فیض صحبت سے بہت سی لغزشوں سے محفوظ رہے۔ لیکن جبلت
آخر غالب آجاتی ہے۔ بظاہر ایک شخص بے فکرا نظر آتا ہے۔ مگر ایک صدمہ سے اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور وہ سیدھے رستے
پر آپڑتا ہے۔ ایک شخص عمر بھر غلط راستہ پر رہا۔ اور اپنے حال میں مست رہا۔ مگر ڈھلتی عمر میں وہ یک بیک آخر بین ہو گیا۔ اور
اُسے مآل کار کی فکر ہو گئی۔ خیر کچھ بھی ہو۔ جب آدمی کی ذہنیت آخر بین ہو جائے۔ اسی وقت وہ ہدایت کی بات سنتا ہے۔ اس لئے
قرآن کریم کی نسبت فرمایا گیا۔ ھدی للمتقین۔ یعنی جن لوگوں کو فطرتاً مآل کار کا ڈر ہے۔ ان کے لئے یہ کتاب ہدایت ہے۔
تو آخر بین لوگوں نے جب دیکھا۔ کہ نبی تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ زحمتیں گوارا کرتا ہے۔ وعظ کہتا ہے۔ تبلیغ کرتا ہے۔ اپنی بات لوگوں کے
ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اس تمام محنت کی کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ اس کی کوئی ذاتی غرض اس تبلیغ سے وابستہ نہیں۔
تو خواہ مخواہ نبی کی باتوں پر کان دھرنے لگے۔ گوش زدہ اثر سے وارد۔ رفتہ رفتہ اُن پر اثر ہوا۔ اور انہوں نے اپنا عقیدہ بدلا۔
انہیں یقین ہو گیا۔ کہ نبی بشر تو ہے۔ مگر بشر امثلنا یعنی معمولی انسان نہیں۔ اس کے بعد کوئی ایسا ذریعہ علم ہے۔ جو اور کسی انسان کے پاس
نہیں۔ یہ راز کھلتے ہی ان کی کایا پلٹ گئی۔ اب وہ نبی کو نبی سمجھنے لگے۔
جب تک لوگ نبوت کے قائل نہ تھے۔ اس وقت تک نبی کے رتبے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن جب وہ نبی کو نبی مان گئے
اس وقت انہوں نے نبی کی شان کو کیا سمجھا؟ اس کے جواب کے لئے ہمارے آقا حضرت تاجدار مدینہ صلعم کی سوانح حیات پر ایک

نظر ڈالیئے آپ سمجھ جائیں گے کہ آج ایک شخص جان کا لاگو ہے۔ کل وہ مسلمان ہوتا ہے۔ صف صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات پوچھتے ہیں۔ جواب ملتا ہے۔ خدا اور خدا کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یہ ایک دفعہ کا واقعہ نہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ مختلف اوقات پر مختلف اصحاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں یہی فقرہ کہا ہے۔ اس ایک فقرہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھتے تھے۔ اور کچھ نہ سمجھی اس قدر تو صاف عیاں ہے۔ کہ صحابہ کا ایمان تھا۔ کہ جو کچھ خدا کو معلوم ہے۔ وہ اس کے نبی کو معلوم ہے۔ اور جب نبی کے علم کی یہ شان ہو۔ تو نبی کی کیا شان ہو گی۔ آپ سمجھ لیں۔ صاف نظر آتا ہے۔ کہ اور کچھ ہو یا نہ ہو۔ صحابہ کرام آپ کے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر تو ضرور مانتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کو جو کچھ نظر آتا تھا۔ وہ سب کچھ دیکھ کر کوئی بھی شخص صحابہ کے عقیدے کے سوائے دوسرا عقیدہ رکھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن امتداد زمانہ نے ایک طرفہ جماعت پیدا کر دی۔ جو نبی کو نبی مان کر اس کا رتبہ اپنے باپ سے کم مانتے ہیں۔ یہ اجتماع ضدین کفار میں کبھی نہ تھا۔ ایسے عقیدہ کے لیے کفر مرکب کی ضرورت نہ تھی۔ اور وہ تیرہویں صدی سے پہلے پیدا نہ ہو سکا۔ ۔ ۔ ۔

بشر حضور تھے پر داخل انام نہیں ۔۔۔ شمار دانہ تسبیح میں امام نہیں

تقدیس میلاد شریف

از ایڈیٹر

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک و تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم سورۃ توبہ۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں۔ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تمہارے جانوں سے شاق گذرتا اس پر جو تمہاری تکلیف کا سبب ہو۔ تم پر حریص کرنیوالا ہے۔ اور مومنوں کے لیے مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے بفتح فاء من انفسکم قرأت فرمائی ہے۔ اور اس کے معنے من اشرفکم و افضلکم یعنی تمہارے اشرف اور افضل سے کئے ہیں۔ اس معنے کو خازن و شرح شفا میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے من انفسکم کے معنی من جنسہم فی الصورۃ مبائنا لصنفہم فی السیرۃ بیان فرمائے ہیں جس کو شرح شفا میں مولانا علی قادری رحمتہ اللہ علیہ عنہ نے تحریر فرمایا ہے۔ حضرت امام ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ نے من انفسکم کے معنے بیان فرماتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ ھو بشر لیس کالبشر کما ان الیاقوت حجر لیس کالاحجار یعنی آپ کو بظاہر صورت بشری عطا ہوئی ہے۔ مگر وہ بشروں کی مانند نہیں۔ آپ کی مثال تو یاقوت کی ہے۔ کہ وہ اور پتھروں کی طرح نہیں ہے۔ سنگ و حجر پتھر ہیں۔ اور یاقوت الماس بھی۔ مگر کوئی عقلمند ان کو مساوی القدر والمرتبہ سمجھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ سنگ و حجر ہمیشہ پامال اور ٹھوکروں میں رہتے ہیں۔ اور یاقوت و الماس تاجداروں کے تاج سر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے عالیجناب حضور محبوب کبریا سردار انبیا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ابی و امی و روحی فداہ مخلوق

ہیں۔ کل سرداروں کے تاج اور کل سرتاجوں کے تاج سر ہیں۔ حضرت امام بصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

فاق النبیین فی خلق وفی خلق ــ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

ترجمہ۔ صورت و سیرت میں تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے فائق آپ کے مرتبہ علم وجود و کرم کو کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ فمبلغ العلم فیہ انہ بشر وانہ خیر خلق اللہ کلہم۔ ہماری لیاقت علمی یہاں تک ہے۔ کہ آپ بظاہر بشر ہیں۔ ولیکن آپ بہترین خلق مخلوق الٰہی ہیں۔ عالیجناب محبوب الٰہی رسالت پناہی صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک حدیث پاک میں فرمایا ہے۔ جس کے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منہ رواہ البخاری (مشکوۃ) میں بہترین طبقوں بنی آدم سے بھیجا گیا ہوں۔ ہر طبقہ میں یہاں تک میں اس طبقہ میں ہوں۔ جب سب سے بہتر ہے یعنی اولاد آدم کے ہر طبقہ جو فضائل حمیدہ و فضائل شریفہ کا مجموعہ ہے۔ میں ان میں پیدا کیا گیا ہوں ؎

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را ــ برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی
نسبتے خود بگست کردم و بس منفعلم ــ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجود اشرف خلق و تکوین میں دوسروں سے ممیز و ممتاز رکھے ہیں۔ اور یہ عقیدہ کتب عقائد میں مذکور ہے۔ کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں۔ اور قبل ظہور نبوت بھی صدور کبیرہ و صغیرہ سے ان کو ممنوع رکھا گیا ہے۔ وہ بحفاظت حافظ حقیقی ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باری تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جمائی و احتلام وغیرہ سے محفوظ جسم اطہر بلکہ لباس اقدس پر مکھی بیٹھنے سے سایہ اشرف کو زمین پر پڑنے سے محفوظ رکھا۔ تو بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اس ذات ستودہ صفات کو گناہ سے اگرچہ صغیرہ ہو محفوظ نہ رکھ سکا۔ لیکن اس حقیقت کا راز اپنی استعداد کے مطابق افشا ہوتا ہے۔ جو مستعد و جوہر شناس ہیں۔ وہ تو اپنے تئیں اس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوچہ افاہیں کے کتوں سے نسبت دیتے ہوئے شرماتے ہیں۔ اور ایک دریدہ دہن مسلمان ہیں۔ جو اس برگزیدہ پروردگار سے دعویٰ ہمسری کرتے ہیں۔ ؎

عشق را با ہر و سے نسبت بقدر جوہر است ــ قطرہ بر گل شبنم و در قعر دریا گوہر است

عالیجناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون پر ایک دلچسپ حکایت لکھی ہے۔ جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کرتا ہوں۔ وہو ہذا ؎

دید احمد را ابوجہل و بگفت ــ زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت
گفت احمد مر ورا تو راستی ــ راست گفتی گرچہ کار افزاستی
دید صدیقش بگفت اے آفتاب ــ نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی اے عزیز ــ اے رہیدہ تو ز دنیائے ناچیز
حاضراں گفتند اے صدر الوریٰ ــ راست گفتی ہر دو ضد گو را چرا
گفت من آئینہ ام مصقول دست ــ ترک و ہندی در من آں بیند کہ ہست

ہر کرا آئینہ باشد پیش رو — زشت و خوبی خویش را بیند درو

اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ ہیں۔ ہر زشت و خوبی اس آئینہ سے صاف عیاں ہوتی ہے۔ اسی سبب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج مطہرات کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا۔ یٰنسآء النبی لستن کاحد من النساء یعنی فرمایا کہ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیو تمہارا مرتبہ ہمارے نزدیک دوسری عورتوں کی طرح نہیں۔ تم بزرگ و نیکوکار ہو۔ کیونکہ تمہاری نسبت برگزیدہ ترین وجود کے ساتھ ہے۔ آپ صاحبان ذرا غور فرمائیں۔ کیا ان کی ظاہری شکل و صورت قد و قامت جسمانیت اور عورتوں کے مثل نہ تھی۔ کیا ان کے اعضاء شریفہ دنیا کی عورتوں کے قائم تھے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ شرف صحبت محبوب خدا کا بارگاہ الٰہی سے اس عزت افزائی کا باعث ہوا۔ اور لستن کاحد من النساء کا مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ

پس اے حضرات ناظرین جن کے پرتو فیض سے وہ بلند مرتبہ ہوئیں۔ کیا وہ ذات اقدس اس دریدہ دہن بے بصیرت کی طرح ہے۔ اور اس بد عقیدہ کی طرح بشر ہی ہے۔ اس برگزیدہ صفات مجمع کمالات کے پرتو سے مظہر کمالات ہو گئے۔ کوئی سیدۃ نساء اہل الجنۃ کوئی سید اشباب اہل الجنۃ کوئی سید کہول اہل الجنۃ کے لقب سے مشرف ہو گئے۔ الغرض کوئی صدیق اکبر کوئی فاروق اعظم کوئی ذی النورین کوئی اسد اللہ کوئی سیف اللہ کوئی امین الامۃ ہو گیا۔ بلکہ ان کے لئے لا تمس النار مسلما رآنی او رای من رآنی (مشکوٰۃ شریف) کی بشارت دیدی گئی یعنی آتش دوزخ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان سے دیکھنے والے پر حرام بلکہ دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دوزخ کی آگ سے رہائی ہو گئی۔ اللہ اللہ کیا عجیب شان ہے۔ پس جو لوگ اس سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے نفاق و کدورت و ہمسری کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ بتا دیں۔ کہ خود وہ اپنے جنتی ہونے کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کلا واللہ ہرگز نہیں۔

حضرات آپ کا شرف و مرتبہ تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی خاک پا کو وہ مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ خداوند کریم عالم کی قسم کے لائق ہو گئے۔ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد قرآن کریم کی آیۃ مبارکہ اس کی شاہد ہے۔ آپ کے زمانہ اقدس کی بھی قسم کھائی جو والعصر سے صاف عیاں ہے۔ لعمرک سے آپ کی عمر مبارک کی قسم کا اظہار ہے۔ آپ کی کلام پاک کی قسم وقیلہ یا رب سے معلوم ہوتی ہے۔ مواہب لدنیہ میں اس مسئلہ کو صاف کیا گیا ہے۔ کہ زمان مکان کلام عمر یہ سب ظرف ہیں۔ تو ظرف سے مظروف کی شان و عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کیا ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

مدینہ منورہ کی خاک پاک اہل ایمانوں کے لئے طوطیا چشم اور ہر مرض کی شفا ہے۔ خلاصۃ الوفا وغیرہ میں روایت ہے۔ ان غبارها شفاء من كل داء وفي رواية۔ وغبارها شفاء من الجذام والبرص یعنی مدینہ منورہ کی خاک ہر بیماری مثلاً کوڑھ و برص کے لئے شفا ہے۔ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ کہ مدینہ منورہ افضل ہے۔ یا مکہ شریف۔ اکثر علماء بالاتفاق یہ فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ کی وہ پاک زمین جس سے جسم اطہر ملا ہوا ہے۔ وہ بالا اجماع افضل ہے۔ یعنی لحد مبارک حتیٰ من الکعبۃ العرش و الکرسی (در المختار)

حضرات ناظرین! اندریں حالات یہ مسئلہ بالکل آسان ہے۔ کہ مشت خاک جس ذات والا صفات کے سبب شرف بہ پہنچے کہ اس کو عرش و کرسی و کعبہ بیت المقدس سے شرف حاصل ہوگیا۔ اس کی عزت و شان کی غایت یہی ہے۔ کہ عام انسانوں کی مثل ہو۔ تو وہ ایسے بشر تھے۔ کہ ان پر وحی الٰہی آتی تھی۔ فرش خاک سے عرش اعلیٰ سے بھی اوپر تک سیر فرمایا۔ اور مع نعلین شریفین عرش بریں پر تشریف لے گئے۔ جن کے دماغ تکبر و غرور سے بھرپور ہیں وہ انا بشر مثلکم پر اڑ رہے ہیں۔

مسلمانو یاد رکھو۔ ان ذات مقدس سے مماثلت کا زعم و گمان باطل ہے۔ اس پر بھی زبدۃ الاولیاء والاصفیاء حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال کے طور پر حکایت فرماتے ہیں۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم مے خورد | شیر آں باشد کہ مردم را درد
ہمسری با انبیاء برداشتند | اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستہ ام در خواب و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمے | ہست فرق درمیاں بے منتہے

اس حکایت سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کا نظیر بالکل معدوم قطع نظر اوصاف نبوت سے کمالات بشری میں بھی کوئی آپ کا مثل و ہمسر نہیں ہے۔ صفات الوہیت میں خداوند کریم وحدہٗ لاشریک اور صفات بشریت میں اس کا رسول وحدہٗ لاشریک۔

مقبولان الٰہی میں سے ایک مقبول حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تحریر کرنے کے لئے قلم دوات دماغ لیکر بیٹھتا ہے۔ مگر دو شعر سے زیادہ نہیں لکھتا دو شعروں پر ختم کر دیتا ہے۔ ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر | من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثنا کما کان حقہٗ | بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو مظہر کمالات و آئینہ اپنی تجلیات کا بنا کر بھیجا۔ اور کچھ خزانہ قدرت میں مرتبہ امکان کے لئے متصور تھا۔ سب اس کو عطا کر دیا۔ عالیجناب سرتاج عاشقان محمدی علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وکل آیٍ اتی الرسل الکرام بہا ؏ فانما اتصلت من نورہ بہم
فانہ شمس فضل ہم کواکبہا ؏ یظہرن انوارہا للناس فی الظلم

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خصائل حسنہ و کمالات کا اس ذات پاک میں جمع فرما دیں۔ انک لعلیٰ خلق عظیم اور علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ عظیما سے آپ کی ثنا فرمائی۔ تو دوسرا کون اس کی صفت و ثنا کر سکتا ہے۔

پس یاد رکھو۔ کہ اس ذات مجمع صفات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مستقل نور ہے اللہ نور السموات و الارض [illegible] جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور قد جاءکم من اللہ نور اللہ تعالیٰ رب العلمین۔ ان کے

حبیب صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین روزہ وصال سے منع فرمانے کے وقت صحابہ کرام نے عرض کی آپ روزہ وصال کیوں رکھتے ہیں۔ صاف فرمادیا۔ انی لست مثلکم (مشکوٰۃ) دوسری روایت میں آپ نے فرمایا۔ ایکم مثلی اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ کے مثل کوئی نہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں۔ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ (مشکوٰۃ) یہ وہ آنکھیں ہیں جنہوں نے مدت العمر جمال باکمال کا نظارہ کیا تھا۔ آخر غور کرو۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم کیسے بشریت وشخصیت تھی جن کے پسینے کی خوشبو سے صحابہ کے گھر بیت المطیبین ان کے لعاب دہن سے کنوئیں شور عذب فرات بن گئے۔ دیگر امراض وزخم وجراحت آپ کے لعاب دہن سے درست ہو گئے۔ حضور کی تشریف کا احسان اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر۔ آپ کی ذات والاصفات پر مسلمانوں کی تکلیف ناگوار گذرتی تھی۔ حتیٰ کہ اعمال شرعیہ میں بھی اپنی امت کی تکلیف کا لحاظ رکھتے تھے۔ تراویح کی نماز مسواک وادائے صلوٰۃ عشا کا مسئلہ اس امر پر شاہد ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہو جانے کے سبب تراویح کی نماز گھر پر پڑھنے کا حکم دیا مسواک ہر نماز کے لئے تکلیف دہ تھی۔ اس لئے ہر نماز کے لئے حکم نہ فرمایا۔ صلوٰۃ عشا کے ادائے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہ تھا۔ ورنہ آپ کو ثلث لیل کے بعد ادائے نماز عشا کی محبت تھی۔ حریص علیکم سے آپ کی رحمت کا ثبوت ملتا ہے۔ ہر قسم کے انعام جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ سب امت کے لئے دلوانے کی حرص کرتے ہیں۔ وبالمومنین رؤف رحیم خصوصاً مومنوں کے لئے رحمت ورافت مدنظر ہے۔

برادران اس مخزن فیض ومظہر کمالات الٰہیہ کا ظہور اس ماہ مبارک میں ہوا۔ اس ماہ مبارک میں کوئی خاص شرافت نہ تھی۔ دوسرے متبرک مہینوں کی طرح کوئی بابرکت مہینہ نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے سبب اس مہینہ کو وہ شرافت وبرکت حاصل ہو گئی جو دوسرے مہینوں کو حاصل نہیں۔ آپ کسی دوسرے متبرک مہینے میں اس لئے نہ پیدا ہوئے۔ کہ کوئی یہ گمان نہ کرے۔ کہ جو شرافت آپ کو عطا ہوئی ہے۔ وہ فلاں متبرک مہینے کے سبب حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ یہ ماہ ربیع اول آپ کی ولادت باسعادت کے سبب مشرف وممتاز ہو گیا۔ سوار کے دن میں کوئی عظمت نہ تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت کے سبب مشرف ہوا۔ اس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی دن آپ کو پیغمبری عطا ہوئی۔ یہی ہجرت کا دن ہے۔ اسی روز وہ در مکنون دنیا و مافیہا عرش اعلیٰ سے بھی فائق زمین میں محجوب ومستور ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الغرض آپ کی عزت وعظمت وشان کیا بیان ہو سکے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ٭ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

احیاءِ فطرت

بیزار ہوں اس عالم بے سوز سے یا رب ہے میری دعا فطرتِ عالم کو بدل دے
بیدار نہ ہو جس سے گراں خواب گلستان بہتر ہے کہ تو نالۂ شبنم کو بدل دے
ہر موج نہیں جس کی خود اک روح تلاطم اس بحر کو اس ہستی قلزم کو بدل دے
دل میرا ہے خود میرے مقدر کا ستارا اس چرخِ کہن کوکب و انجم کو بدل دے

تصوف

ضرورتِ شیخ

قسط شانزدہم

از عالیجناب حضرت مولٰنا الحاج ڈاکٹر الٰہی دتہ صاحب کنجاہی

گذشتہ سے پیوستہ

۱۴۱۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (پ ۱۳ شروع) اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں بتلاتا بے شک نفس تو (ہر ایک کا) بری بات بتلاتا ہے بجز اس (نفس) کے کہ جس پر میرا رب رحم کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اس قول مبارک میں اعتراف فرما رہے ہیں۔ بطور کسر نفسی کے کہ میں اپنے نفس کو پاک از گناہ نہیں کہتا۔ نفس تو برائی کا حکم ہی کرتا ہے۔ ہاں اس کے شر اور برائی سے وہ بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ بغیر رحمت و عنایت الٰہیہ (امداد غیبی) کے ممکن نہیں۔ کہ نفس کے امر بالسوء سے بچ سکے۔ اور قرآن کریم میں اس قول کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس قول کی تصدیق فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے بغیر کوئی شخص نفس امارہ کی شرارتوں سے نہیں بچ سکتا۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں حضرت یوسف علیہ السلام اس روایت کی طرح اشارہ فرما رہے ہیں۔ جو لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (پ ۱۲ ع ۱۳) کے تحت بیان کی گئی ہے۔ (بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا) اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ (کنز الایمان) برہان اس وقت دیکھی۔ یا پہلے دیکھی ہوئی تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ جس وقت زلیخا آپ کے درپے ہوئی۔ اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ انگشت مبارک دندان اقدس میں دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔ (خزائن العرفان) اور یہ کوئی ناممکن بات بھی نہیں۔ کہ جس سے ان کا لازم آئے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفائے کرام اور کاملین اولیائے امت سے بطور معجزات و کرامات اکثر ایسے امور صادر ہوتے رہتے ہیں جن کی تفصیل کی اس مضمون میں گنجائش نہیں۔ چند ایک بطور نظیر و شہادت کے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں (۱) روض الاذکار میں آیا ہے۔ کہ ایک یمنی شخص نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے گھر سے نکلا۔ چند آدمیوں نے اس سے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ ہم مہجوروں کی طرف سے بھی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام پہنچا دیو۔ مگر جب یہ شخص مدینہ طیبہ میں آیا۔ تو ان کی پیام رسانی بالکل بھول گیا۔ راستہ سے پلٹ کر مدینہ طیبہ پہنچا۔ تاکہ ان کا پیام پہنچا دے۔ لیکن جب وہ نیک نفس اس کام کو کر چکا۔ اور اپنا منصبی فرض بجا لایا۔ اور مکہ معظمہ کی طرف آنے لگا۔ تو یہاں قافلہ کوچ کر کے کئی میل کے فاصلہ پر جا چکا تھا۔ یہ پھر پلٹ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس روضہ پہ آیا۔ اور مایوس ہو کر وہیں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا کیا ہے۔ کہ نبی معصوم اور ان کے مقدس اور پاکباز دونوں وزیر صدیق اکبر اور فاروق اعظم تشریف لائے ہیں۔ میری طرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر کہا اے رسول خدا یہی وہ شخص ہے۔ فرمایا ہاں۔ پھر حضرت میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے یا ابوالوفا میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری کنیت تو ابوالعباس ہے۔ فرمایا آج سے تو ابوالوفا ہے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھا یا بٹھایا۔ میں چونک پڑا۔ اور اپنے آپ کو مسجد حرام (مکہ معظمہ) میں بیٹھا پایا۔ آٹھ روز تک مکہ میں ٹھہرا رہا۔ حتیٰ کہ وہ قافلہ جو مجھے چھوڑ کر کوچ کر گیا تھا۔ آیا۔ (خیر المونس ج ۲ ص ۲)

(۲) حاکم اور ابن بخاری نے ہشام بن محمد سے اور اس نے اپنے باپ محمد سے روایت کی ہے جناب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تنخواہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ایک لاکھ دینار سالانہ مقرر تھی۔ ہشام کا باپ محمد کہتا ہے۔ کہ جناب امام حسن علیہ السلام نے مجھے کہا کہ آمدنی کم ہو جانے کے باعث ایک سال دو لاکھ دینار عطیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے نہ بھیجا۔ مجھے خانگی اخراجات میں تنگی واقع ہونے سے سخت تکلیف ہوئی میں نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا چاہا کہ میں یاددہانی کے طور پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک رقعہ لکھوں کہ وہ کیوں مجھے بھول گئے ہیں۔ مگر کسی خاص ضرورت اور مجبوری سے اس دن میں نے رقعہ نہ لکھا۔ رات کو خواب میں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت بہجت اجازت سے مشرف اندوز ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹا حسن! کیسے گذر رہی ہے۔ میں نے عرض کی اچھی ہی گذر رہی ہے۔ اور میں نے عطیہ کی تاخیر کی آپ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے قلم دوات اس غرض سے منگوائی تھی۔ کہ آپ جیسی مخلوق کی طرف رقعہ لکھ کر اس کو اس نذرانہ اور عطیہ کی یاددہانی کرادیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں قبلہ! میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ اور بھلا کیسے نہ کرتا۔ سال بھر سے مجھے خرچ کی تنگی تھی۔ آپ نے مجھے ایک وظیفہ ارشاد فرمایا۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم ایک ہی ہفتہ میں نے اس دعا کا وظیفہ کیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود پچیس لاکھ دینار آکر مجھے دے گئے۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پھر ایک رات مجھے اپنے نانا پاک صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے بدستور سابق پوچھا۔ بچے حسن! کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا حال ہے۔ یا رسول اللہ! پھر میں نے وہ ساری کہانی کہہ سنائی۔ کہ آپ کے وظیفہ کی برکت سے خود حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے ہیں۔ اور پچیس لاکھ دینار کی کثیر رقم میرے گھر آکر دے گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ میرے بچے! جو شخص مخلوقات سے منہ موڑ کر اپنی امید اپنے خالق سے وابستہ کر لیتا ہے۔ اس کو اللہ کی طرف سے اسی طرح رزق پہنچتا ہے۔ (الادب ملتان جولائی ۱۹۵۱ء)

آیت زیر بحث کی روایت میں تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو اس ابتلا میں اشارہ کرنا ہی آیا ہے۔ لیکن مثال نمبر ۱ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس یمنی زائر کو ہاتھ سے پکڑ کر مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ میں آن واحد میں پہنچا دیا۔ اور مثال نمبر ۲ میں اپنے پیارے نواسے امام حسن علیہ السلام کی تنگی کی حالت میں خبر گیری فرمائی۔ توکل علی اللہ کا درس سبق پڑھایا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نواسے کے حال سے خبردار کرکے تاکید فرمائی۔ کہ پچیس لاکھ دینار میرے بیٹے حسن کو خود ان کے گھر جا کر پہنچاؤ۔ اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرو۔

(۳) کوہاٹ میں ہمارے ایک بزرگ پیر بھائی ہیں۔ مولانا سید محمود شاہ صاحب ہزاروی۔ ایک دن حلقہ ذکر کے بعد وعظ فرما رہے تھے۔ عتبہ بن ابی طالب کا ذکر تھا۔ انہوں نے اس کی بجائے عکرمہ کہہ دیا۔ ان کا بیان ہے۔ کہ اسی رات تہجد کے بعد مراقبہ میں جاگ رہا ہوں۔ دیکھتا ہوں حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت امیر ملت شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری مدظلہ العالی سامنے کھڑے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب! عکرمہ نہیں۔ عتبہ! شاہ صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور کانوں سے سنا۔ (المواہب جولائی ۱۹۵۱ء)

شاہ صاحب مذکور کوہاٹ میں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جامع مسجد کوہاٹ چھاؤنی میں خطیب ہیں۔

(۲) ہمارے ایک پیر بھائی تھے۔ خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ ان کا نام رحمت اللہ صاحب تھا۔ ان کی بیوی نے حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کو نہیں دیکھا تھا۔ اپنے خاوند کے انتقال کے بعد اس نے ہمارے ایک مخلص یار طریقت حاجی میاں احمد صاحب کی اہلیہ سے دریافت کیا کہ حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کی شکل و شباہت کیسی ہے۔ اور حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کا حلیہ اور لباس بیان کر دیا۔ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا تمہیں کیسے علم ہوا۔ کہنے لگی۔ کہ جب میرے خاوند (میاں رحمت اللہ) کا آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھے کہا۔ کہ میری چارپائی کے پاس کرسی رکھ دو۔ اور کمرے سے باہر چلی جاؤ۔ کیونکہ قبلہ عالم مدظلہ العالی تشریف لا رہے ہیں میں نے کرسی لا کر رکھ دی۔ اور باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ اور درزوں سے جھانکنے لگی۔ حضور قبلہ تشریف لائے۔ کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کا حلیہ یہی تھا جو میں نے بیان کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب کی اہلیہ نے تصدیق کی ہاں یہ حلیہ حضرت قبلہ عالم کا ہے۔

یہ ہے اولیائے کاملین کا خداداد تصرف! مرنے وقت بھی جب شیطان لعین ایمان چھیننے کے درپے ہوتا ہے۔ تو یہ بزرگ ہی غلاموں کے سرہانے تشریف لا کر شیطان کے شر سے بچاتے اور خاتمہ بالایمان ہونے میں مدد فرماتے ہیں۔ ایسے واقعات ان حضرات کے غلاموں سے روزانہ سننے میں آتے رہتے ہیں۔ ایسے چشم دید حالات جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مریدین کو تو اپنے پیر کڑی مشکلات میں دستگیری فرماتے نظر آتے ہی ہیں لیکن یہ مثال طرفہ یہ ہے کہ غیر مرید یعنی ایک بالکل اجنبی شخص نے بھی ان کو بعینہ دیکھا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ فضل عظیم کا صاحب و مالک ہے) سچ فرمایا مولانا روم نے ؎ دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ۔ دست او جز قبضہ اللہ نیست پیر کا ہاتھ چھوٹا نہیں کہ اپنے غائب اور دور افتادہ غلاموں تک نہ پہنچے۔ پیر تو دور دراز تک اپنے غائب غلاموں کی حسب ضرورت دستگیری فرماتے ہیں۔ اس کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کے سوا نہیں یعنی اس کا ہاتھ اور اللہ کا ہی ہاتھ ہے۔ دوسرے معنوں میں ان کا تصرف خداداد ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری شریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے۔ جس میں آیا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نوافل سے میرا بندہ مدام مقرب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں۔ پس میں ہو جاتا ہوں۔ اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے۔ اور آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ الخ گویا مولانا کا شعر اس حدیث قدسی سے لیا گیا ہے۔

(۳) حضرت اقدس قطب وقت افضل الفضلاء والعلماء آفتاب سلسلہ چشتیہ سیدنا و مقتدانا عالیجناب علامہ حاجی پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں۔ حکایت یاد دارم کہ در ایام طالب علمی در علاقہ سون سکیسر مقام انگہ بخدمت مولانا افضل العلماء والکملاء جناب حاجی حافظ سلطان محمود صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکونت داشتم در موضع شکر کوٹلے درویشے بود معمر غریب الوطن المعروف بہ بابا نور ماہی صاحب نسبت قادریہ کہ دست بیعت بدستِ

حضرت شیخ جیو صاحب چکی والا داده بود۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و در ہر ماه بتاریخ یازدہم بزے یا گوسفندے دست پروردہ برائے فاتحہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن اسلافہ ذبح میکرد و از اں بہ حلوا و نان پختہ بفقراء می خورانید۔ بالخصوص ایں نیازمند اہل اللہ را باہتمام و اصرار دعوت می فرمود۔ و عنایت خاص برحال ایں بے ہیچ مبذول می داشت۔ شغل پاس انفاس اسم ذات بغیر از درخواست بفقیر عطا فرموده بود۔ روزے از شکر کوٹ سوئے اٹک می رفتم در اثنائے طریق اندکے دور از راه دیدم کہ ہماں درویش گوسفندے را می چرانید و از فرط محبت و داعیہ شوق باآں گوسفند اختلاط می کرد۔ گاہے او را بر دوش وگاہے برزمین می نہاد۔ و می شنیدم کہ میگفت امیرے محبوب دیا لیلیا یعنی اے گوسفند محبوب من۔ و در آں ساعت در دل من ایں خطرہ خطور می کرد کہ بعد از فراغت از حصول علم در کنج تنہائی بقیہ عمر خود بمطالعہ کتب خواہم گذرانید و تدریس نخواہم کرد اندکے طریق را گذشتہ بسوئے آں درویش متوجہ شدم بمجرد دیدن ایں نیازمند متکلم بر خاطر گشت و فرمود کہ اگر شخصے علم را خواند تدریس نکند و کسے را نفع نہ رساند او را از حصول علم چہ فائدہ۔ باز ہماں گوسفند اختلاط و مواقفت آغاز نہاد۔ او را قدس سرہ در طعام یازدہم اہتمامے بود بخصوص و بعالی جناب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارتباطے بود ممتاز۔ الہی احدی صمدی بجاہ قوم لا یشقی جلیسہم حبک و رضاءک و لقاءک و الحضور و العافیۃ و المعافات فی الدین و الدنیا و الآخرۃ آمین۔

حکایت مجھے یاد ہے۔ کہ طالب علمی کے زمانہ میں میں علاقہ سون سکیسر بمقام انگہ بخدمت مولانا افضل الفضلاء و اکمل الکملاء جناب حاجی حافظ سلطان محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکونت رکھتا تھا۔ موضع شکر گڑھ میں ایک درویش بوڑھا اور غریب الوطن رہتا تھا۔ اور بابا نور ماہی صاحب کے نام سے مشہور و معروف تھا۔ نسبت قادریہ بذریعہ بیعت حضرت شیخ جیو صاحب چکی والا سے حاصل تھی۔ رضی اللہ عنہ۔ ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو ایک بکرا یا دنبہ اپنے ہاتھ اور اپنے ہاں پالا ہوا سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بزرگان سلف کی طرف سے فاتحہ کے لئے ذبح کرتا تھا اور ساتھ ہی حلوا اور روٹی پکا کر فقیروں کو دیتا اور کھلاتا تھا۔ خاص طور پر اہل اللہ کے اس نیازمند کو بڑے اہتمام و اصرار سے دعوت فرماتا تھا۔ اور خاص عنایت و مہربانی اس بے ہیچ کے حال پر رکھتا تھا۔ اسم ذات کا پاس انفاس کا شغل بغیر درخواست کے فقیر کو عطا فرمایا تھا۔ ایک روز میں شکر کوٹ سے انگہ کو جا رہا تھا۔ راستہ میں راہ سے تھوڑی دور ایک طرف میں نے دیکھا۔ کہ وہی درویش دنبہ چرا رہا تھا۔ بڑے شوق اور محبت سے اس دنبہ کے ساتھ پیار کر رہا تھا کبھی اس کو کندھے پر اٹھاتا اور کبھی پھر زمین پر رکھ دیتا تھا میں سن رہا تھا۔ کہ وہ کہہ رہا تھا۔ امیرے محبوب دیا لیلیا یعنی اے میرے محبوب کے دنبہ! اس گھڑی میرے دل میں یہ وسوسہ و خطرہ آرہا تھا۔ کہ علم دین حاصل کرنے سے فارغ ہو کر میں اپنی بقایا عمر گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر مطالعہ کتب میں گذار دونگا۔ درس تدریس میں مشغول نہ ہونگا۔ تھوڑا راستہ طے کرکے میں اس درویش کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نیازمند کو دیکھتے . . . . . . اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم پڑھے اور تدریس نہ کرے۔ اس کو نہ پڑھائے اور کسی کو نفع نہ پہنچائے۔ تو اس کو علم حاصل کرنے کا کیا فائدہ ہوا۔ یہ کہہ کر پھر اسی دنبہ کے ساتھ محبت و پیار کرنا شروع کر دیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اس کے بھید کو پاک کرے۔ گیارھویں کے طعام میں خاص شغف و اہتمام تھا۔ اور عالی جناب غوث رضی اللہ عنہ سے ممتاز تعلق اور محبت

رکھنا تھا۔ اے اللہ کہ تو واحد ہے لاشریک ہے۔ اور بے نیاز رہتا ہے۔ اس قوم کے جاہ و مرتبہ کے صدقے جن کا ہم نشین بدبخت نہیں رہتا۔ اپنی محبت و رضا و دیدار و دیگر ہر دو عافیت اور دنیا و آخرت میں معافی و بخشش عطا فرما۔ (آمین)

حضرت شاہ صاحب قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ (مشائخ کرام و پیران عظام) اپنے متوسلین کو خواب میں بیداری میں مکاشفہ میں مشاہدہ میں اکثر ان کی غلطیوں اور لغزشوں پر مطلع و متنبہ فرماتے رہتے ہیں۔ اور امارہ و شیطان کی شر سے اکثر بچاتے رہتے ہیں۔ اولیاء اللہ سے تعلق رکھنے والے اور ان کے حالات و ملفوظات پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ ایسے امور ان حضرات سے اکثر بحکم الٰہی صادر ہوتے رہتے ہیں۔

اس آیت زیر بحث میں حضرت یوسف النبی ابن نبی ابن نبی علیہم السلام (علیہ السلام) سا عفیف اور پاکباز اعتراف فرما رہا ہے۔ کہ بلحاظ کسر نفسی ہی سہی، کہ نفس امارہ کی شرارت و سرکشی سے رحمت الٰہیہ کے بغیر قطعاً بچ نہیں سکتے۔ اور یہ مقولہ آپ کا اس واقعہ کے بعد کا ہے جو آپ کو عزیز مصر کی عورت زلیخا کے ساتھ پیش آیا جس کا ذکر پ ۱۲ ع ۱۳ میں آیا ہے۔ حضرت علامہ قبلہ شاہ عبدالقادر شاہ صاحب محدث دہلوی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔ اور پھسلایا اس کو اس عورت نے جو وہ تھا بیچ گھر اس کے تھا۔ جان اس کی سے اور بند کئے دروازے اور کہنے لگی آ، کہ تجھی کو میں کہتی ہوں۔ کہا پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کی تحقیق وہ (اس عورت کا شوہر یعنی عزیز مصر) اب (مربی) میرا اچھی طرح سے کیا اس نے رکھنا میرا۔ تحقیق نہیں فلاح پاتے ظالم (یعنی اس کے ناموس میں کیونکر دخل کروں) اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے دلیل اپنے رب کی۔ اسی طرح کیا ہم (اللہ) نے تاکہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی۔ تحقیق وہ بندوں ہمارے خالص کئے گیوں سے تھا۔ ف نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت ان کو نظر آئی انگلی، باقی خیال گناہ گناہ نہیں اگر گناہ ہے تو منتر سارا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اصل گناہ سے بچالیا۔ (موضح القرآن)

بہرحال معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ باوجود صاحب علم و فضل اور صالح اور متقی ہونے کے اس آزمائش میں پھنس گئے۔ اور اس سے بچنے کا قصد فرما رہے تھے۔ کہ یہ فعل تقویٰ و دیانت اور عفت و عصمت کے خلاف ہے۔ کہ والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام انگشت بدنداں نظر آئے فوراً بے اختیار ہو کر دروازے کی طرف بھاگ نکلے۔ کہ اس نفیسہ سے جان چھڑا دیں۔ زلیخا بھی پیچھے دوڑی اور اس نے پیچھے سے آپ کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واستبقا الباب وقدت قمیصہ من دبر (اور دوڑے دونو دروازے کو اور پھاڑا اس نے کرتا یوسف کا پیچھے سے)

وجہ استدلال، رحمت الٰہیہ نے یوسف علیہ السلام کی اس طرح دستگیری فرمائی۔ کہ ان کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت انگشت بدنداں نظر آئی۔ اور وہ اس بلائی اور بے حیائی سے بالکل بچ گئے۔ اسی کی طرح آپ نے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں اشارہ فرمایا ہے۔ اور اسی کی طرف کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ (اسی طرح کیا ہم نے کہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی) دلالت کر رہا ہے۔ نفس امارہ ہر ایک امارہ ہر نیک و بد کے ساتھ ہے۔ جس کا کام خداتعالیٰ کی سرکشی اور نافرمانی کی طرف حکم کرنا (لے جانا)

ہے جو کہ رحمت الٰہیہ کے بغیر اس کی شرارتوں سے بقول قرآن کریم بچ نہیں سکتے۔ اس لئے رحمت الٰہیہ کی تلاش اور اس کا حصول ضروری ہوا۔ اور بقول عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ (صالحین کی یاد اور ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے) جب ان کے ذکر اور یاد کرتے وقت رحمت الٰہیہ نازل ہوتی ہے۔ تو ان کی عین صحبت و معیت میں بدرجہ اولیٰ نزول رحمت باری ہوگا۔ یہی بات قرآن کریم میں بھی فرمائی گئی ہے۔ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ۔ (بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین (احسان اخلاص نیکی کرنے والوں) کے قریب ہوتی ہے۔ اور محسنین وہی صالحین اور اولیائے کاملین ہیں۔ جن کے زیر سایہ آنے اور ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے نفس اور شیطان کے شر سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کی مجلسوں اور محفلوں میں اب بھی ہمیشہ بکثرت ذکر اللہ و ذکر رسول رہنے کے رحمت الٰہیہ نازل ہوتی رہتی ہے۔ جو بقول یوسف علیہ السلام فی القرآن نفس کی امارگی سے بچاتی ہے۔ فہو المراد والحمد للہ علیٰ ذالک۔

راقم فقیر اللہ دتا عفا اللہ عنہ از کنجاہ۔

قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کا عرس شریف

از مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر کوٹ عثمان خاں قصور

نصور کوٹ عثمان خان مسجد حکیم میاں کالا مرحوم میں ۱۵ دسمبر کو یاران طریقت کے اہتمام سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین عالیجناب فضیلت مآب مولانا الحاج صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں نہایت تزک و احتشام اور حسن و جمال سے عرس کا انعقاد ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد قرآن خوانی ہوئی اور مغرب کی نماز کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ مسجد کے محراب کے سامنے خوبصورت قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور ایک چھوٹے میز پر منقش اور بیلدار رومال ڈال کر اس پر گلدستے رکھے ہوئے تھے۔ مسجد میں متعدد جگہ اگربتیاں سلگ رہی تھیں جس سے ساری فضا مطیب و معطر ہو رہی تھی۔ بجلی کے متعدد و دلکش قمقموں سے جلسہ گاہ بقعۂ نور بن کر رہ گئی تھی۔ مقررین اور نعت خوانوں کی دلکش صوت کی نشر و تجہیر کے واسطے لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔

صدر ممدوح مولانا الحاج جناب عزت مآب صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری یاران طریقت اور مشتاقان زیارت کے بے پناہ ہجوم میں صدارت کے فرائض کو سرانجام دینے کے واسطے تشریف لائے۔ حاضرین جو آپ کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ سرو قد کھڑے ہو کر فلک شگاف نعروں سے آپ کی تعظیم و تکریم مقدمہ کے فرائض کو خندہ پیشانی اور کامل ذوق و شوق سے ادا کیا۔ اور آپ مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے ساتھ علمائے کرام بھی ادب و احترام سے بیٹھ گئے۔ عرس شریف کے جلسہ میں نہ صرف مقامی احباب ہی سعادت شمولیت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ بلکہ مضافات کے یاران طریقت بھی آئے ہوئے تھے۔ جلسہ گاہ یعنی مسجد اندر باہر سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مسجد کے صحن میں شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اور مستورات کے واسطے پردہ کا معقول انتظام تھا۔ مسجد ایسا دلکش منظر پیش کر رہی تھی۔ گویا عالم بالا سے باران رحمت کی بارش ہو رہی تھی۔ اور فرحت و مسرت

طمانیت وسکون کا نزول ہو رہا تھا۔ اور ارواح طیبہ اور ملائکہ رحمت نے اس مجلس پاک کو گھیرا ہوا ہے۔

صدر صاحب کی اجازت سے جناب حافظ عالم دین صاحب مدرس ثانی مدرسہ نقشبندیہ قصور نے قرآن پاک کی تلاوت کی بعد ازاں جناب شیخ افتخار احمد صاحب نے دو نعتیں پڑھیں جو اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز اپنی عمر کے آخری ایام میں بڑے شوق سے سماعت فرماتے رہے تھے۔ اور بعد ازاں جناب شیخ صاحب نے قبلہ عالم کے کلمات طیبات مختصر طریقہ سے بیان فرمائے۔ ان کے بعد جناب میاں صابر صاحب اور ولی محمد صاحب نے نعت خوانی کی۔ کہ حاضرین جلسہ نہایت محظوظ ہوئے۔ بعد ازاں سگِ دربارِ علی پور شریف بندہ کمترین غلام رسول گوہر فاضل علی پور شریف و مدرس اول مدرسہ عالیہ نقشبندیہ نے حضرت قبلۂ عالم کے اوصاف حسنہ میں ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ اور پھر معیت صادقین پر وعظ کی۔ اس کے ضمن میں میں نے بدلائل یہ ثابت کیا۔ کہ ایمان کی تکمیل اور تقویٰ کی تحصیل صادقین کی معیت کے بغیر متعذر ہے۔ اور یاایہا الذین آمنوا الآیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم میں ہمیشہ الی یوم القیامت صادقین کی جماعت رہتی ہے۔ اور وہ اپنی صفاتِ مخصوصہ کے اعتبار سے کوئی خاص جماعت ہے۔ دوسرے عوام جن میں وہ صفات نہیں۔ ان کو لازم ہے۔ کہ وہ اس جماعت کی صحبت و مجالست اختیار کر کے اپنی منازل کو طے کرے۔ اور صادقین اولیاء اللہ ہی کی جماعت کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے کہ صادقین ان کو کہتے ہیں جو اپنے عمل اور قول سے دین کی تصدیق کریں۔ ان کا ظاہر ان کے باطن کے عین موافق ہو۔ اور یہ حال اولیاء اللہ ہی کا ہوتا ہے۔
اور کہا کہ اولیاء اللہ کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تھوڑا سا وقت گذارنے سے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ ایک آدمی مر گیا۔ اس کے کسی دوست نے اس کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا بتا کیا حال ہوا اس نے کہا میرے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے کہا۔ تیرا رب کون ہے۔ تیرا نبی کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ میں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ کے دوستوں میں سے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ آخرکار انہوں نے کہا۔ ان سے پوچھتے ہیں اگر انہوں نے تصدیق کی تو چھوڑ دیں گے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے میرے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں اس کو نہیں جانتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت! آپ بڑی جلدی بھول گئے ہیں۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ ایک دن آپ جامع مسجد سے باہر نکل رہے [illegible] میں کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی۔ آپ اپنا جوتا نہیں پہن سکتے تھے۔ میں نے آپ کو جوتا پہنا دیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اسی وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا۔ کہ اس نے میرے ولی کی خدمت کی ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ میری نجات ہو گئی۔

میرے بعد پھر نعت خوانانِ قصور نے سلام پڑھا۔ اور حفاظ نے قرآن پاک کے رکوعات کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد عالیجناب قبلہ و کعبہ مولٰنا الحاج صاحبزادہ صاحب علی پوری فلک شگاف نعروں میں اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ مشتاقانِ زیارت کی محبت بھری نگاہ آپ پر فدا ہو رہی تھی۔ آپ نے خندہ پیشانی اور متبسم چہرے سے حاضرین کے ذوق و شوق کو سراہا۔ اور مندرجہ ذیل کلمات طیبات ارشاد فرمائے۔ جو سامعین کے قلوب میں پیوست ہو کر رہ گئے۔

کلماتِ طیبات جناب ممدوح الصدر

میرے والد بزرگوار قبلہ عالم قدس سرہ العزیز پاکستان کے طول و عرض میں کئی اعراس ہوتے ہیں۔ جو یارانِ طریقت نے مختلف تاریخوں میں سات اکتوبر کے لیے کئے۔ اگرچہ ان کے حسن و خوبی اور اہتمام و انصرام میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن یارانِ طریقت نے جس اہتمام اور خلوص سے عرس کیا ہے۔ اس کی مثال ان میں بہت کم پاتا ہوں۔ یقیناً حضرت قبلہ عالم آپ لوگوں سے راضی ہیں۔ اور آپ کی روحِ طیبہ آپ کے خلوص اور آپ کی عقیدت و مروت کو دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ اگرچہ بظاہر آپ ہم سے جدا ہیں۔ لیکن روحانی طور پر آپ ہم سے جدا نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا اولیا اللہ کو مرا ہوا نہیں جاننا چاہئے وہ زندہ ہیں۔ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ جو لوگ میرے راستے میں مارے جاتے ہیں۔ ان کو مردہ نہ جانو۔ وہ زندہ ہیں۔ ان کو اپنے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔ جس طرح مجاہد دشمنانِ دین سے لڑائی کرتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ اور شہید ہو جاتا ہے۔ اس طرح اولیا اللہ بھی نفسِ امارہ سے جنگ کرتے ہیں۔ اس واسطے ان کی موت بھی شہادت ہے۔ بلکہ اولیا اللہ جو نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں یہ جہادِ اکبر ہے۔ اور کفار کی لڑائی جہادِ اصغر ہے۔ جب جہادِ اصغر میں مارا جانے والا شہید ہے۔ تو جہادِ اکبر میں بطریق اولیٰ شہید ہے۔ اولیا اللہ کی موت کا صرف یہی مفہوم ہے۔ کہ وہ ایک جگہ سے منتقل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ اور بس!

حضرت قبلہ عالم زندہ ہیں ہم سب کو جو آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔ شریعت کی اتباع اس طرح کرنی ضروری ہے۔ جس طرح آپ کرتے تھے۔ اور جملہ منکرات اور خلافِ شرع امور سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ ہمارا سلسلہ نقشبندیہ اتباعِ شریعت ہی کا نام ہے اس واسطے یہ سلسلہ دیگر سلاسل سے افضل ہے۔ کہ اس میں ظاہراً و باطناً شریعت کی اتباع کی تعلیم ہے۔

آپ نے فرمایا اہلِ قصور کی یہ خوش نصیبی ہے۔ کہ یہاں یارانِ طریقت نے حضرت قبلہ عالم کے ارشاد سے دار العلوم مدرسہ نقشبندیہ کے نام سے دینیات کی تعلیم کے واسطے جاری کیا ہے۔ اس میں مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر جو ہمارے مدرسہ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ طلبا کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ان کو خوراک کے علاوہ پڑھنے کے واسطے کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں۔ اور بستر اور چارپائی بھی طلبا کو مدرسہ کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ اس کارِ خیر میں حاجی احمد یار صاحب اور آپ کے بڑے بھائی مستری الٰہ یار صاحب اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ خدا ان کو توفیق دے۔ کہ یہ اسی طرح دینی خدمات ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی و دنیوی مشکلات آسان فرمائے۔ قصور والوں کو چاہیئے۔ کہ مولانا صاحب کے علم و فضل سے استفادہ کریں۔ اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے واسطے اس مدرسہ میں داخل کریں۔ اس مسجد میں فجر کی نماز کے بعد مولوی صاحب قرآن پاک کا درس دیتے ہیں۔ درس میں شامل ہو کر قرآن کے معانی اور اس کے حقائق و البصائر سے آگاہ ہونا چاہیئے۔

اس جلسۂ عرس کی زیب و زینت اور رونق کے باعث اگرچہ قصور کے جملہ یارانِ طریقت ہیں۔ مگر یہ احباب خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ میاں نبی بخش صاحب خلیفہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ نور احمد خلیفہ مجاز۔ میاں محمد امین صاحب قریشی متولی مسجد ہذا۔ حافظ محمد دین صاحب حافظ ظہور الٰہی صاحب حافظ محمد شفیع صاحب حاجی کریم بخش صاحب حاجی محمد حنیف ہمدانی فقیر محمد صاحب قلندر میاں محمد امین صاحب صیقل گر شیخ اشفاق احمد صاحب۔ حاجی محمد سعید صاحب ناظم جماعت خدام الصوفیہ قصور

آخیر میں آپ نے سب حاضرین کے واسطے دعا خیر فرمائی۔ اور ختم قرآن اور کلمہ طیب اور درود شریف کا حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کیا۔ تمام حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ ختم کے واسطے تین دیگ چاول پکائے گئے تھے جو سب کو پیٹ بھر کر کھلائے گئے۔ آخیر میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس مسجد میں ہمیشہ ۱۵ دسمبر کو عرس شریف ہوا کرے گا۔ فقط والسلام۔

معارف الحدیث

فضیلت علم و دین!

مولوی غلام رسول صاحب گوہر
جامعی مدرس مدرسہ نقشبندیہ
قصور

(۱) حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو دین کا علم دے دیتا ہے۔ میں تو بانٹتا ہوں۔ اور اللہ دیتا ہے۔ یعنی میں علم سکھاتا ہوں۔ اور اللہ اس کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

(۲) حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حسد کرنا کسی پر جائز نہیں ہے۔ مگر دو آدمیوں پر۔ ایک تو وہ آدمی کہ اس کو اللہ نے مال دیا۔ اور پھر اس کو حق میں خرچ کرنے کی توفیق بخشی۔ (۲) اور ایک وہ آدمی کہ اس کو اللہ نے حکمت (علم) دی اور پھر اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔ اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین کا علم پڑھنا ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت فرض ہے۔

(۴) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس راہ پر چل کر کوئی شخص علم کو طلب کرتا ہے۔ اللہ اس کی برکت سے اس کے واسطے جنت کا رستہ چلنا آسان کر دیتا ہے۔

اور نہیں جمع ہوتے لوگ کسی گھر میں اللہ کے گھروں میں سے اللہ کی کتاب کی تلاوت اور اس کی ایک تلاوت اور اس کو ایک دوسرے سے پڑھنے پڑھانے کی خاطر۔ مگر نازل ہوتی ہے ان پر تسکین۔ اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت اور گھیر لیتے ہیں ان کو فرشتے اور ذکر کرتا ہے اللہ ان کا ان لوگوں میں جو اس کے پاس ہیں۔ اور جس شخص کو اس کا عمل مؤخر کرے۔ اس کو اس کا نسب مقدم نہیں کر سکتا۔

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے۔ اور عالم کے واسطے آسمان و زمین کی مخلوق یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی پانی کے اندر بخشش مانگتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

دعا۔ ایڈیٹر رسالہ جناب مولٰنا الحاج مولوی محمد امام الدین صاحب رائے پوری عرصہ قریباً تین ماہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت دن بدن کمزور ہو رہی ہے۔ ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ بخلوص قلب حضرت مولٰنا کی بحالی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ تاکہ مولٰنا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے انوار سے ناظرین کو مستفیض فرماتے رہیں۔

نعت شریف

خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

اے ز روئے شرم مایت در عرق غرق آفتاب — وز فروغ ماہ رخسار تو ماہ اندر نقاب

آفتاب از خاک راہت یافت حشمت لاجرم — در فضائے آسمان زد خیمۂ زریں نقاب

گر ز انوار رخت یک شعلہ تابد بر فلک — از حیا مستور گردد آفتاب اندر نقاب

نور حق است آں مجسم گشتہ در ذات نبی — ہمچو نور ماہ کز خورشید کرد ست اکتساب

نقرہ خنگ چرخ را از مہ کشد زریں لگام — در شب اسریٰ چو آرد پائے ہمت در رکاب

از فلک بگذر کہ فوق العرش منزلگاہ اوست — چوں کند عزم سفر ای خواجۂ عالی جناب

سر ما اوحیٰ نگنجد در ضمیر جبرئیل — کشف اسرار لدنی کی کند ام الکتاب

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال — از خدا نبود جدا ہمچو شعاع از آفتاب

از محمد وعدہ باید فرض کردن در بہشت — چونکہ بیروں آید انوار تجلی در حساب

یا رسول اللہ شفاعت از تو میدارم امید — با وجود صد ہزاراں جرم در روز حساب

اندر آں روزے کہ بہر انتظام عاصیاں — آتش دوزخ برافروزد علم از التہاب

در خیال من نمے گنجد تمنائے بہشت — دارم از فضلت امید رستگاری از عذاب

ہر چہ خواہی یا معینے بیش بر از مہر و لطف
لیکن از درگہ مراں واللہ اعلم بالصواب

روئیداد ختم چہلم شریف سرکار علیپوری نور اللہ مرقدہٗ

بمقام مدرسہ سیدیہ پیر جماعت علی شاہ مسجد اعظم میسور

حضور رضی اللہ عنہ کے فاتحہ چہلم کے دن مسجد اعظم میسور میں رات بھر نعت خوانی رہی جس میں شہر کے ممتاز اور مشہور نعت خوانوں نے قصائد پڑھے اور سبھوں نے ادب سے بیٹھے ہوئے نعت سنی۔ بعد نماز صبح شہر کے اکثر علماء و فضلا اور بہت سے آدمی جمع ہوئے۔ تقریباً پانچ سات سو آدمیوں کا اجتماع ہوگا۔ قرآن مجید کی تلاوت کی گئی۔ ختم قرآن کے بعد فاتحہ خوانی ہوئی۔ اس کا ثواب حضور نور اللہ مرقدہٗ کے روح پر فتوح پہنچایا گیا۔ ایک یار طریقت نے ایک قصیدہ سنایا جو حضور کی شان میں لکھا گیا تھا۔ اور جناب مولوی حافظ خواجہ محی الدین حسین صاحب پیش امام نے حضور کے مختصر حالات پر روشنی ڈالی۔ ساری مجلس پر خاموشی طاری تھی۔ رقت سے سب کے دل بھرے ہوئے تھے۔ اکثروں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس پر درد و الم کی کیفیت اور سماں کا نقشہ الفاظ میں کھینچا نہیں جا سکتا۔ بعد میں کھانا کھلایا گیا۔ تقریباً چھ سات ہزار سے زیادہ آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا۔ حیرت انگیز برکت تھی۔ بزم نعت مجلس ختم قرآن مجید اور تناول طعام متبرک ان مجلسوں میں عجیب رونق جلوہ ریز تھی۔

چونکہ قطب زمان قیوم جہان غوث دوراں محبوب سبحان قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی مقدس زندگی اعلائے کلمۃ اللہ احیائے ملت، تجدید دین اور خدمت حق میں گزاری آپ کے نور تجلیات نے سینکڑوں کافروں کو مسلمان بنایا ہزاروں راہ بھٹکے راہ راست پر آگئے۔ بے دین دیندار بنے۔ لاکھوں سعادت مندوں کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب فرمایا۔ اب جبکہ ہمارا دین و مذہب اخلاق و عادات تہذیب و تمدن آداب و معاشرت اور رسوم و شعائر اغیار و اجانب کے زد میں ہیں۔ نوجوانوں کے دل ایمان و ایقان کے بجائے شکوک وار تیاب کا شکار ہو چکے ہیں۔ رشد و ہدایت اور اصلاح و تقویٰ کی بجائے الحاد و بے دینی کی آبیاری رہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر یاران طریقت نے سوچا کہ حضور کے ہم پر جو احسانات و فیوضات ہیں۔ اس کے متقاضی ایک ایسے دینی مدرسے کا قیام عمل میں آئے جس میں تعلیم پانے والے اس دور الحاد میں متاع ایمان و یقین کو تباہی اور بربادی سے بچالیں۔ اور دوسروں کو بھی بچا سکیں۔ الحمد للہ اسی بنیاد پر حضور کی یادگار میں ایک مدرسے کا افتتاح یکم نومبر کو ہوا۔ اس کا نام بھی حضور کے اسم گرامی پر مدرسہ جماعت علی شاہ رکھا گیا۔ اب تک تقریباً سو سے زیادہ بچے قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم پا رہے ہیں درس و تدریس کے لئے لائق اور قابل تین مدرس اپنی پوری توجہ اور ہمدردی کے ساتھ تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جنہیں متشرع اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ زیر مطالعہ ہمراہ نصابوں کی مدد سے ایک ایسا جامع نصاب بنایا جائے گا۔ جس میں تعلیم پانے والے طالب علم عالم باعمل بن کر نکلے۔ مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم بھی سکھلائے جائیں گے۔

ان مقاصد کے روبکار لانے کے لئے ۱۷ ارا کین پر مشتمل ایک مجلس منتظمہ تشکیل دی گئی ہے جس کے مشورے سے سارے مسائل

طے پاتے ہیں۔ حضور مدظلہ العالی سے استدعا ہے۔ کہ مدرسے کی ترقی اور تکمیل مقاصد میں بہت زیادہ سے زیادہ دینی مذہب کے خدمت کی توفیق کی بارگاہ رب العزت میں دعا سے مستفیض فرمائے گا۔ ؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

کل اراکین مدرسہ حضور والا مدظلہ العالی و قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت مولانا الحاج سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی، قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا الحاج حضرت سید اختر حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی وغیرہم کی خدمات بابرکات میں مودبانہ ہدیہ سلام مسنون پیش فرماتے ہیں۔

اراکین مجلس مدرسہ

(۱) جناب الحاج ساہوکار خلیل الرحمن صاحب صدر۔ (۲) جناب سید نذیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی نائب الصدر

(۳) جناب الحاج غلام احمد خان صاحب تاجر واسمعیلی ممبر و خازن۔ (۴) مولوی سید عبدالرزاق موظف اردو منشی ہائی سکول سیکرٹری

(۵) جناب سید نور محمد صاحب و معاون سیکرٹری۔ (۶) جناب حافظ خواجہ محی الدین حسین صاحب پیش امام رکن۔

(۷) جناب الحاج غلام حسین خان صاحب مہاجر مدنی (۸) جناب الحاج عبدالرؤف صاحب سناری

(۹) جناب الحاج حکیم عبدالشکور صاحب۔ (۱۰) الحاج حکیم سید غوث محی الدین صاحب۔ (۱۱) جناب مولوی عبدالقیوم خان صاحب۔

(۱۲) مولوی شرف الدین خان صاحب۔ (۱۳) جناب محمد پیر صاحب تاجر پارچہ (۱۴) جناب احمد پاشا صاحب تاجر۔

(۱۵) جناب حیدر علی خان صاحب۔ (۱۶) جناب نادر بیگ صاحب مالک سوپ فیکٹری۔ (۱۷) جناب حکیم محمد یعقوب صاحب۔

حضور کا کفش بردار خادم سید عبدالرزاق نقشبندی جماعتی سیکرٹری۔ میسور

پیر طریقت و مرید

ہم نے سابقہ مضمون کے آخر پر صاحب لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ کے دو شعر لکھے تھے۔ سلسلہ کلام کے لحاظ اشعار کو درج کیا جاتا ہے۔ شعر

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہواداری کویش را چو جان خویشتن دارم

سبحان اللہ کیا شان پابندی عہد ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے اپنے پیارے محبوب (پیر طریقت) سے یہ عہد اور اقرار ہے۔ کہ جب تک میرے بدن میں جان رہے گی۔ جب تک میں زندہ رہونگا۔ آپ کے کوچہ کی محبت جان سے بھی زیادہ عزیز رکھونگا۔ اس کوچہ یار کی محبت بھی یار کے متبرک قدموں کی طفیل ہے۔ اسی پاک کوچہ کے محبوب کا طفیل رستگاری ہوگی۔ اور عہد جاناں کے توڑ کرنے سے یا جاناں کے کوچہ سے روگردانی کرنے سے عذاب دارین میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ عہد بیعت کے قائم نہ رکھنے سے عذاب اور

قائم رکھنے سے رستگاری اور سعادت ہوگی۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

ز کوے مغاں رو مگرداں کہ آنجا
فروشند مفتاح مشکل کشائی

یعنی محبوب و مقبول بارگاہ ربانی کے کوچہ سے منہ نہ موڑ۔ کیونکہ اسی کوچہ پاک میں دو جہانوں کے مشکلات کے حل کی کنجی بکتی ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب اور عجیب ارشاد ہے۔ کہ حل مشکلات کی چابی پیر طریقت کے قدموں میں حاضری سے بلکہ اس محبوب خدا کے ذو الجلال کے کوچہ میں حاضری سے ہی مل جاتی ہے۔ اور جو اس کوچے سے منہ موڑے گا۔ وہ خوار و ذلیل ہوگا۔ گویا سعادت و فلاح دارین بیعت پیر طریقت سے قائم رکھنے اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ اور انحراف عدم بیعت سے ہر دو جہانوں میں رسوائی و ذلت۔

حضرت خواجہ خواجگان مشکل کشائے بلا گرداں شہنشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ارادت و تسلیم و بے اختیاری بزرگ
کاریست در ارادت سخنداں گفتند

مگر مختار ما این ست الارادۃ ترک الارادۃ فی الارادۃ۔ مریدی باید کہ خواست خود را در خواست مقتدا بکلی بگذارد۔

شعر۔ ما اختیار خویش از دست دادہ ایم
کان اختیار شاہ ہمہ اختیار ماست

یعنی مرید وہ ہے۔ جو اپنی تمام خواہشات کو پیر طریقت کے ارشادات کے ماتحت کر دے۔ اور اپنے تمام اختیار اور خیالات اسی کے ماتحت کر دے۔ اور جان لے کہ ان کا جو ارشاد ہے وہ اس کے لئے بدل و جان واجب التعمیل ہے۔ اس سے روگردانی باعث ہلاکت ہے۔ اور اختیار شاہ (پیر طریقت) کے اختیار ہے کو اپنا اختیار سمجھے۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبید اللہ احرار نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ پیر طریقت وہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی میں فنا ہوگیا ہے۔ اور جو کچھ فرما دیا ہے۔ اس پر قائم ہو۔ بلکہ اس کی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کے ہوں۔ کہ اس میں سوائے اخلاق و صفات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور کچھ معلوم نہ ہو (یعنی وہ اخلاق و اوصاف میں نمونہ اسوۂ حسنہ ہوا) اور اتباع میں بھی کامل نمونہ) اور فرمایا کہ مرید وہ ہے۔ کہ بہ تاثیر ارادت اس کی تمام خواہشات سوخت ہوگئی ہوں۔ اور کوئی مراد اس کی نہ باقی ہو۔ اور روئے توجہ تمام جانب سے پھیر کر صرف پیر ہی کی طرف رکھے۔ شعر

آں راکہ در سراے نگاریست فارغ است
از سیر بوستان و تماشائے لالہ زار

حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ اپنی مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ از آداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ می شود۔ گوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب را می باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ بہ پیر خود سازد و بحضور پیر بے اذن او بنوافل و اذکار مشغول نشود و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیہ خود متوجہ او نشیند حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نشود۔ مگر آنکہ او امر کند۔ و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند و ہر فیضے و فتوحے کہ برسد آں را بہ توسط پیر تصور نماید۔ و اگر بیند کہ فیضے از مشائخ دیگر رسیدہ است آں را از پیر خود داند کہ چوں پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر مناسب استعداد خاص مرید لائق کمال الشیخ از شیوخ کہ صورت آں فاضہ از دے ظاہر شدہ است و پیر بیدر ہم است

نیز ارشاد فرمایا۔ کہ حقوق پیر فوق سائر ارباب حقوق است۔ بلکہ نسبت ندارد حقوق پیر بر حقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت حق سبحانہ و احسانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیر حقیقی ہمہ محمد رسول اللہ صلعم است۔ ولادت صوری ہر چند از والدین است۔ اما ولادت معنوی بہ پیر مخصوص است ولادت صوری را حیات چند روزہ۔ ولادت معنوی را حیات ابدی است نجاسات معنوی مرید را پیر است کہ بقلب و روح خود کناسی می نماید و تطہیر او می فرمایند۔ در توجہات کہ نسبت بہ بعضے مسترشدان واقع می شود محسوس می گردد۔ کہ در تطہیر نجاسات باطنیہ ایشاں تلوثے بصاحب توجہ نیز می رسد۔ تا زمانے کہ دور می دارد۔ پیر است کہ بتوسل او بخدای رسد عز و جل فوق جمیع سعادت دنیویہ و آخرویہ است پیر است کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ بالذات خبیث است مزکی و مطہر می گردد۔ و از اماری بہ اطمینان رسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید

یاراں طریقت یا پیر بھائی کے نام

کھلتے گئے ہیں ازل سے پھول جو اس باغ میں — رنگ و بو میں آج تک ہیں بے نظیر و بے مثال
تازگی اُن میں وہی ہے دلربائی ہے وہی — صفحہ گیتی پر اب تک نقش ہے ان کا جمال

اکثر یاراں طریقت ان مسائل سے ناواقف ہیں۔ اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق عمل اور فعل کرتے ہیں۔ چونکہ اپنے پیر و مرشد ہادی طریقت کے سامنے بوقت بیعت جو اقرار کئے جاتے ہیں۔ ان پر عمل درآمد نہ کرتے ہوئے اپنے آپکو دوزخ کے گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ چونکہ شیخ طریقت کا فرمان بھی فرض اور اللہ تعالیٰ و تبارک کا حکم بھی فرض ہوتے ہوئے بھی ان سبقوں کو پورا نہیں کرتے جن کے متعلق شیخ طریقت کی مجلس میں بیٹھ کر عہد کیا جاتا ہے۔ کچھ پیر بھائی نیک دل ہوں گے۔ جو واوفو بعہدی اوفِ بعہدکم کو قبول کرتے ہوئے اس عہد کا وفا کرتے ہونگے۔ اکثر پرانے یاراں طریقت دیکھنے میں آئے ہیں۔ جن کو بیعت کئے ہوئے ساٹھ ساٹھ پچاس پچاس برس گذر چکے ہیں۔ وہ اپنے ملک حلقہ ذکر میں شامل نہیں ہوتے۔ اور دعویٰ رکھتے ہیں۔ کہ ہم پچاس ساٹھ سالہ خادم ہیں۔ مگر یاراں طریقت کے ساتھ ساتھ ذکر میں شامل ہونا باعث شرم سمجھتے ہیں۔ مگر شرم تو کرو وقت بیعت کے اقرار اور عہد کو بھول جاتے ہیں۔ اور اپنے شیخ طریقت کے فرمان کی تعمیل نہ کرتے ہوئے طرح طرح کے مصائب و آلام کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے یاراں طریقت جو کہ حلقہ ذکر میں آپ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہیں۔ تو ان پر بدظنی اور بہتان لگاتے پھرتے ہیں۔ اور زبان سے یوں فرماتے ہیں۔ کہ ہم پچاس سال سے حضور انور کے خادم ہیں۔ یہ لوگ کل سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جو عزت حضور کی ہمارے دل میں ہے۔ وہ ہے۔ مگر نقشبندیہ سلسلہ میں ایک دن کا یار اور ایک سال کا دونوں برابر ہیں۔ جس پر شیخ طریقت کی کی نظر شفقت پڑی۔ اس کے دین و دنیا سدھر گئے۔ مگر وہ پرانے یاراں طریقت پچاس سالہ غرورت کا خیال دل میں رکھ کر اپنا ایمان نہ کھو بیٹھیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں۔ پارہ ۲۶۔

اے ایمان والو تم اجتناب کرو اور دوسرے پر بدظنی اور تجسس سے اور مت کھاؤ بھائی کا گوشت اور تقویٰ داری اختیار کرو۔

جیسا کہ حضور انور کا فرمان ہے۔ اب ہم کو چاہیئے۔ کہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ہم نے اپنے شیخ طریقت کے فرمان کا پیر بھائی کے ساتھ کیا عمل اختیار کیا ہے۔ ؎ چوں تو ذات پیر را کردی قبول

جناب مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشارہ فرمایا ہے۔ ہم خدا در فاتش آمد ہم رسول۔ حق تو یہ ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے کلام پاک کی ترجمانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک ہے۔ اور آپ کی کلام مقدس کے ترجمان اولیا اللہ رحم اللہ علیہم اجمعین کی زبان پاک ہے۔ روز ازل کے دن جس جس روح نے جس مبارک ہستی کے ساتھ ملاقات کی اسی روح نے دنیا میں آکر بھی ملاقات کر لی۔ تو معلوم ہوا کہ خادمان سرکار دو عالم قبلہ و کعبہ سرکار علی پوری نے روز ازل سے بیعت کی ہے۔ جس طرح حضور انور قبلہ و کعبہ نے اپنی ایک وصیت نامہ میں یوں تحریر فرمایا ہے۔ ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ | من نیز حاضر میشوم فہرست یاراں در بغل

رشتے بھی دو قسم کے ہیں۔ (۱) رحم کے ناتے جو مرنے کے بعد ٹوٹ جائیں گے (۲) روح کے ناتے یعنی پیر مرید کا ناتا یہ روز ازل سے لے کر قیامت تک باقی رہے گا۔ جو شخص خیال کرے کہ بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔ تو وہ اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور اپنا نام فہرست نافرمان میں درج کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ و تبارک ہمیں نافرمانی مرشد سے بچاوے۔ آمین۔ طریقت میں محبت اور ادب کام آتے ہیں۔ زیادہ محبت ہے۔ باقی بس ہے۔ آپ کا فرمان ہے۔ پڑھ ان پڑھ یاران طریقت سب انوار الصوفیہ کی خریداری منظور بارگاہ ایزدی میں التجا ہے۔ کہ مولیٰ کریم ہمیں حضور انور کے فرمان کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حافظ سلطان احمد میتم پشاوری۔

اخبار

آستانہ عالیہ علی پور شریف میں بفضلہ تعالیٰ بالکل خیریت ہے۔ (۲) صاحبزادہ عالی مقام حضرت مولانا الحاج پیر سید نور حسین صاحب علی پوری یاران قصور کے اصرار پر مجلس چہلم میں تشریف لے گئے۔ اور قصور کے ارد گرد کے یاران کو اپنے نورانی فیوضات سے مستفیض فرمایا۔ (۳) عالیجناب فیض مآب استاد العلما و الفضلا حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین علی پور شریف اہل سنت والجماعت کے جلسہ کی صدارت فرمانے کے بعد ماہ دسمبر کے آخر میں لاہور تشریف لے گئے۔ اور وہاں جلسہ اہل سنت و الجماعت سانگلہ ہل کی صدارت کے لیے لے گئے۔ اور ۱ جنوری کو حضور دربار چورہ شریف برائے شمولیت مجلس ختم شریف چہلم جناب خواجہ ... غلام رشاہ صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لے گئے جس کی مفصل رپورٹ آئندہ ماہ شائع کی جائے گی۔ چورہ شریف سے جناب محترمی حاجی حافظ محمد عبد المجید صاحب خطیب جامع آر پی سنٹر کیمبل پور تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے غلاماں و حلقہ بگوشاں اپنے فیوضات باطنی اور انوار و برکات سے مستفیض فرمایا۔ یاران و غلاماں کوہاٹ و پشاور نے اگرچہ بے حد اصرار کیا مگر چونکہ آستانہ میں حضور کی ضرورت تھی اس